

رشید احمد صدیقی

(۱۸۹۶ء - ۱۹۷۷ء)



رشید احمد صدیقی اتر پر دلیش کے شہر جون پور کے ایک قصبے میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم جون پور میں حاصل کی اور اس کے بعد اعلیٰ تعلیم کی غرض سے علی گڑھ یونیورسٹی میں داخلہ لیا۔ ایم۔ اے کرنے کے بعد وہیں ملازم ہو گئے۔ جب علی گڑھ یونیورسٹی میں شعبہ اردو و قائم ہوا، تو رشید احمد صدیقی اس کے صدر بنائے گئے۔ انھیں علی گڑھ بہت عزیز تھا اور انہوں نے ساری زندگی وہیں گزاری۔

رشید احمد صدیقی نے طالب علمی کے زمانے ہی سے لکھنا شروع کر دیا تھا۔ ان کے مضامین طنز اور طراحت کے اعلان نہ نہیں ہیں۔ وہ عموماً اشاروں، کتابیوں اور چھتے ہوئے جملوں میں اپنی بات کہتے ہیں۔ ملتے جلوتے لفظوں اور متصاد لفظوں کو وہ ایک نئے انداز سے استعمال کرتے ہیں۔ ان کے موضوعات میں تنوع ہے۔ معاشرتی، سیاسی اور ادبی مسائل پر جب وہ قلم اٹھاتے ہیں تو ان کے طرزِ تحریر کو سمجھنے والا قاری ان کی گنڈہ رسی کی داد دیے بغیر نہیں رہتا۔ ان کے یہاں دلچسپ فقروں، نادر تشبیہوں، معنی خیز اشاروں، بر جستہ لطیفوں اور پر لطف انداز بیان کی وجہ سے زالی ادبی شان پیدا ہو جاتی ہے۔ رشید احمد صدیقی کو ”ادبی مزاج نگاری“ کے میدان میں سب سے پہلا اور بعض لوگوں کی نظر میں اہم ترین مصنف قرار دیا جاتا ہے۔ ان دونوں مشتاق احمد یوسفی اس طرز کے بہترین نمائندے ہیں۔

رشید احمد صدیقی کی ادبی خدمات کے اعتراف میں حکومتِ ہند نے 1963ء میں انھیں

’پرم شری‘ کا اعزاز عطا کیا۔ ان کو ساہتیہ اکادمی کے ایوارڈ سے بھی سرفراز کیا گیا۔ ان کا انتقال علی گڑھ میں ہوا۔

’مضامین رشید‘ (مزاجیہ مضامین کا مجموعہ) ’خندان‘ (ریڈیائی تقریروں کا مجموعہ) ’گنج ہائے گرال مائیہ اور ہم نفسان رفتہ‘ (خکوں کے مجموعے) ’ظہریات و مضمونات‘ اور ’جدید غزل‘ (تفقید) اور ’آشقتہ بیانی میری‘ (خود نوشت) رشید احمد صدیقی کی اہم تصانیف ہیں۔



4914CH02

چارپائی

چارپائی اور مذہب ہم ہندوستانیوں کا اوڑھنا پچھونا ہے۔ ہم اسی پر پیدا ہوتے ہیں اور یہیں سے مدرسے، آفس، جیل خانے، کنسل، یا آخرت کا راستہ لیتے ہیں۔ چارپائی ہماری گھٹٹی میں پڑی ہوئی ہے۔ ہم اس پر دوا کھاتے ہیں، دعا و بھیک بھی مانگتے ہیں۔ کبھی فکرِ سخن کرتے ہیں اور کبھی فکرِ قوم۔ اکثر فاقہ کرنے سے بھی باز نہیں آتے۔ ہم کو چارپائی پر اتنا ہی اعتماد ہے جتنا برطانیہ کیوں آئی۔ سی۔ ایس پر، شاعر کو قافیہ پر، یا طالب علم کو غل عنابر اڑے پر۔

چارپائی کی مثال ریاست کے ملازم سے دے سکتے ہیں۔ یہ ہر کام کے لیے ناموزوں ہوتا ہے، اس لیے ہر کام پر لگا دیا جاتا ہے۔ ایک ریاست میں کوئی صاحبِ ولایت پاس ہو کر آئے۔ ریاست میں کوئی اسمی نہ تھی جوان کو دی جا سکتی۔ آدمی سو جھ بوجھ کے تھے، راجا صاحب کے کانوں تک یہ بات پہنچا دی کہ کوئی جگہ نہ ملی تو وہ لاث صاحب سے طے کر آئے ہیں، راجا صاحب ہی کی جگہ پر اکتفا کریں گے۔ ریاست میں ہلچل مج گئی۔ اتفاق سے ریاست کے ہول سرجن رخصت پر گئے ہوئے تھے، یہ ان کی جگہ پر تعینات کر دیے گئے۔ کچھ دنوں بعد سول سرجن صاحب واپس آئے تو انہیں صاحب پر فائح گرا۔ ان کی جگہ ان کو دے دی گئی۔ آخری بار یہ خبر سنی گئی کہ وہ ریاست کے ہائی کورٹ کے چیف جسٹس ہو گئے تھے اور اپنے ولی عہد کو ریاست کے ولی عہد کا مصاحب بنوادیئے کی فکر میں تھے۔

یہی حالت چارپائی کی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ ان ملازم صاحب سے کہیں زیادہ کارآمد ہوتی ہے۔ فرض کیجیا آپ بیمار ہیں، سفر آخرت کا سامان میسر ہو یا نہ ہو، اگر چارپائی آپ کے پاس ہے تو دنیا میں آپ کو کسی اور چیز کی حاجت نہیں۔ دوا کی پڑیا تینکے کے نیچے، جوشاندے کی دیکھی

سرہانے رکھی ہوئی، چارپائی سے ملا ہوا بول و بر از کا برتن، چارپائی کے نیچے میلے کپڑے، بچوں کے کھلونے، جھاڑو، آش جو، روئی کے پھایے، کاغذ کے ٹلڑے، مجھر، بھنگے، گھریا محلے کے دو ایک نیچے، جن میں ایک آدھ زکام خسرے میں بٹلا۔ اچھے ہو گئے تو بیوی نے چارپائی کھڑی کر کے غسل کرادیا، ورنہ آپ کے دمہن اسی چارپائی پر لب گور لائے گئے۔

ہندوستانی گھر انوں میں چارپائی کوڈ رانگ روم، سونے کا کمرہ، غسل خانہ، قلعہ، خانقاہ، خیمه، دو اخانہ، صندوق، کتاب گھر، شفاخانہ، سب کی حیثیت کبھی کبھی بے یک وقت ورنہ وقت وقت پر حاصل رہتی ہے۔ کوئی مہمان آیا، چارپائی نکالی گئی۔ اس پر ایک نئی دری، بچھادی گئی، جس کے تہہ کے نشان ایسے معلوم ہوں گے جیسے کسی چھوٹی سی آراضی کو مینڈوں اور نالیوں سے بہت سے مالکوں میں بانٹ دیا گیا ہے اور مہمان صاحب مع اچکن، ٹوپی، بیگ بُغی کے بیٹھ گئے۔ اور تھوڑی دیر کے لیے یہ معلوم کرنا دشوار ہو گیا کہ مہمان بے دوقوف ہے یا میز بان بد نصیب! چارپائی ہی پران کا منہ ہاتھ دھلوایا اور کھانا کھلایا جائے گا اور اسی چارپائی پر یہ سور ہیں گے۔ سوجانے کے بعد ان پر سے مجھر کبھی اسی طرح اڑائی جائے گی جیسے کوئی پھیری والا اپنے خوانچے پر سے جھاڑو نما مور چھل سے لکھیاں اڑا رہا ہو۔

چارپائی پر سوکھنے کے لیے اناج پھیلایا جائے گا، جس پر تمام دن چڑیاں جملہ کرتی، دانے چکتی اور گالیاں سنتی رہیں گی۔ کوئی تقریب ہوئی تو بڑے پیمانے پر چارپائی پر آلو چھیلے جائیں گے۔ ملازمت میں پیش کے قریب ہوتے ہیں تو جو کچھ رخصت جمع ہوتی رہتی ہے، اس کو لے کر ملازمت سے سبک دوش ہو جاتے ہیں۔ اس طرح چارپائی پیش کے قریب پہنچتی ہے تو اس کو کسی کال کوڑھری میں داخل کر دیتے ہیں اور اس پر سال بھر کا پیاز کا ذخیرہ جمع کر دیا جاتا ہے۔ ایک دفعہ دیہات کے ایک میز بان نے پیاز ہٹا کر اس خاکسار کو ایسی ہی ایک پیش نیافٹہ چارپائی پر اسی کال کوڑھری میں بچھادیا تھا اور پیاز کو چارپائی کے نیچے کھٹھا کر دیا گیا تھا۔ اس رات کو محمد پر آسمان کے اتنے ہی طبق روش ہو گئے تھے، جتنی ساری پیازوں میں چھکلے تھے اور وہ یقیناً چودہ سے زیادہ تھے۔

چارپائی ایک اچھے بکس کا بھی کام دیتی ہے، تکیے کے نیچے ہر قسم کی گولیاں، جن کے استعمال سے آپ کے سوا کوئی واقف نہیں ہوتا، ایک آدھ روپیہ، چند حلیلے پیسے، اسٹیشنری، کتابیں، رسائل، جاڑے کے کپڑے، تھوڑا بہت ناشتا، نقش سلیمانی، فہرست دو خانہ، سمن، جعلی دستاویز کے کچھ مسودے، یہ سب چارپائی میں آباد میں گے۔ میں ایک ایسے صاحب سے واقف ہوں جو چارپائی پر لیٹے لیٹے ان میں سے ہر ایک کو، اجالا ہو یا اندھیرا، اس صحت کے ساتھ آنکھ بند کر کے نکال لیتے اور پھر کھدیتے، جیسے حکیم نایبا صاحب مرحوم اپنے لمبے چوڑے بکس میں سے ہر مرض کی دوائیں نکال لیتے اور پھر کھدیتے تھے۔

حکومت بھی چارپائی ہی پر سے ہوتی ہے۔ خاندان کے کرتا وھرتا چارپائی ہی پر براجمان ہوتے ہیں۔ وہیں سے ہر طرح کے احکام جاری ہوتے رہتے ہیں اور گناہ گار کو مزا بھی وہیں سے دی جاتی ہے۔ آلات سزا میں ہاتھ، پاؤں، زبان کے علاوہ ڈنڈا، جوتا، تاملوٹ بھی ہیں جنہیں اکثر پہنچنک کر مارتے ہیں۔ یہ اس لیے کہ تو قوف کرنے میں غصے کا تاؤ مدد ہم نہ پڑ جائے اور ان آلات کو مجرم پر استعمال کرنے کے بجائے اپنے اوپر استعمال کرنے کی ضرورت نہ محسوس ہونے لگے۔

چارپائی ہی کھانے کا کمرہ بھی ہوتی ہے۔ باور پی خانے سے کھانا چلا اور اس کے ساتھ پانسات چھوٹے بڑے بچے، اتنی ہی مرغیاں، دو ایک کتے، بلی، اور بے شمار مکھیاں آپنچین۔ سب اپنے قرینے سے بیٹھ گئے۔ صاحب خانہ صدر دستر خوان ہیں۔ ایک بچہ زیادہ کھانے پر مار کھاتا ہے، دوسرا بد تیزی سے کھانے پر، تیسرا کم کھانے پر، چوتھا زیادہ کھانے پر اور بقیہ اس پر کہ ان کو مکھیاں کھائے جاتی ہیں۔ دوسری طرف بیوی مکھی اڑاتی جاتی ہے اور شوہر کی بذبانبی سنتی اور بد تیزی سہتی جاتی ہے۔ کھانا ختم ہوا۔ شوہر شاعر ہوئے تو ہاتھ دھوکر فکر سخن میں چارپائی ہی پر لیٹ گئے۔ کہیں دفتر میں ملازم ہوئے تو اس طرح جان لے کر بھاگے جیسے گھر میں آگ لگی ہے۔ اور کوئی نہ بھی آدمی ہوئے تو اللہ کی یاد میں قیلولہ کرنے لگے، بیوی بچے بدن دبائے لگے۔

چارپائی ہندوستان کی آب و ہوا، تمدن و معاشرت، ضرورت اور ایجاد کا سب سے بھرپور

نمونہ ہے۔ ہندوستان اور ہندوستانیوں کے مانند ڈھیلی ڈھالی، شکستہ حال، بے سروسامان، لیکن ہندوستانیوں کی طرح غالب اور حکمران کے لیے ہر قسم کا سامان راحت فراہم کرنے کے لیے آمادہ، کوچ اور صوفے کے دلدادہ اور ڈرائیگ روم کے اسی راست و عافیت کا کیا اندازہ لگاسکتے ہیں جو چارپائی پر میسٹر آتی ہے! شعرانے انسان کی خوشی اور خوش حالی کے لیے کچھ باقی مختب کر لیے ہیں، مثلاً سچے دوست، شرافت، فراغت، اور گوشہ چحن۔ ہندوستان جیسے ملک کے لیے عیش و فراغت کی فہرست اس سے مختصر ہونی چاہیے۔ میرے نزدیک تو صرف ایک چارپائی ان تمام لوازم کو پورا کر سکتی ہے۔

رشید احمد صدقی

مشق

لفظ و معنی

فکرخن کرنا	:	شعر کہنا، شعر کہنے کی کوشش کرنا
آئی-سی-ائیس	:	انڈین سول سروس (Indian Civil Service)۔ انگریزوں
کے زمانے کی انتظامی ملازمت کی سروس جسے اب آئی-ائے-ائیس	:	انڈین ایڈمنیسٹریٹیو سروس - (Indian Administrative Service) کہتے ہیں۔
غل غپڑے	:	شور و غل
اسامی	:	نوکری، منصب

قناعت کرنا، مطمئن رہنا	:	اکتفا کرنا
درباری	:	صاحب
پیشاب	:	بول
پاخانہ	:	براز
پانچ سات، یہ تلفظ بول چال کے لمحے یا بے تکلف تحریر میں استعمال ہوتا ہے	:	پانسات
چودہ طبق کے معنی سات زمین، سات آسمان، مراد دماغ یا طبیعت کا خوب کھل جانا، مزاج میں پوری طرح بحالی آجانا۔	:	چودہ طبق روشن ہونا
جو کا جوش دیا ہوا پانی جو کمزور مریضوں کو دیا جاتا ہے	:	آشِ جو
مرنے کے قریب (لفظی معنی قبر کے کنارے)	:	لبِ گور
زمین، کھیت	:	آراضی
فارغ	:	سبک ووش
کوئی تعویذ یادعا، عملیات کی مشہور کتاب	:	نقشِ سلیمانی
بغیر ٹوٹی کا لوتا، ڈونگا	:	تا ملوٹ
انگریزی (Summon) عدالت میں حاضر ہونے کا تحریری حکم نامہ	:	سممن
دو پھر کے کھانے کے بعد کی مختصر نیزد	:	قیلولہ

غور کرنے کی بات

- رشید احمد صدیقی کا شمار اردو کے معروف انشائیز نگاروں میں ہوتا ہے۔ ان کی نظر ظرافت کا اعلان نہ ہے۔ وہ عام طور پر اپنی تحریروں میں سیاسی، معاشرتی اور ادبی مسائل کا ذکر کرتے ہیں اور ان کو دلچسپ بنانے کے لیے نادر تشبیہات، مضامین الفاظ اور مزما و اشارہ سے کام لیتے ہیں۔ ان کے طرز کا وار بھر پور ہوتا ہے۔

سوالوں کے جواب لکھیے

1. رشید احمد صدیقی نے 'چار پائی' کو ہندوستانیوں کا اوڑھنا بچھونا کیوں کہا ہے؟
2. رشید احمد صدیقی نے 'چار پائی' کی مثال ریاست کے ملازم سے کیوں دی ہے؟
3. ہندوستانی گھرانوں میں چار پائی کو کس کام کے لیے استعمال کیا جاتا ہے؟
4. مصنف نے چار پائی کو ضرورت اور ایجاد کا سب سے بھرپور نمونہ کیوں کہا ہے؟
5. چار پائی میں رشید احمد صدیقی نے عام ہندوستانی رہن سہن کا جو نقشہ کھینچا ہے، اسے مختصر لکھیے۔

عملی کام

- چار پائی کا جو پیرا گراف آپ کو پسند ہوا سے اپنی کاپی میں خوش خط نقل کیجیے۔
 - اس سبق میں جو محاورے استعمال کیے گئے ہیں، ان میں سے کوئی پانچ محاورے تلاش کیجیے اور ان کے معنی بھی لکھیے۔
 - درج ذیل الفاظ کے واحد لکھیے:
- ملازمین، طلباء، کتب، تقاریب، مجرمین